بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat

دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)

Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-94170-20616, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اسوہ حسنہ کا حقیقی نمونہ ہیں اور اس لحاظ سے ہمارے لئے آپ کا نمونہ بھی مشعل راہ ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں ہمارے بزرگ آباء اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں روایات پہنچائیں۔ کیونکہ یہی چیزیں آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے نصیحت اور حقیقی تعلیم اور بعض مسائل کا حل پیش کرنے والی ہوں گی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 18۔ستمبر 2015ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں تجدید دین کے لئے بھیجا ہے۔ آپ نے ہمیں دین کی اصل کو اس کی بنیاد کو اس کی حقیقی تعلیم کو خوبصورت کر کے دکھایا ہے اور بدعات اور غلط روایات کو دور کرنے کی نصیحت فرمائی۔ پس اس زمانے میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اسوہ حسنہ کا حقیقی نمونہ ہیں اور اس لحاظ سے ہمارے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نمونہ بھی مشعل راہ ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں ہمارے بزرگ آباء اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں روایات پہنچائیں۔ پرانے احمدیوں میں سے بہت سے ایسے ہوں گے جنہوں نے اپنے بزرگوں سے بعض واقعات اور روایات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں براہ راست سنی ہوں گی۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا اور آپ علیہ السلام کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ تو بہرحال ان روایات کی اہمیت ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کی ہے اور اپنے انداز کے مطابق ان باتوں سے جو بظاہر چھوٹی چھوٹی ہیں بہت سی نصیحت کی اور اسلام کی بنیادی تعلیم کی باتیں اخذ کی ہیں وہ اس وقت میں پیش کروں گا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں بہت سے صحابہ موجود تھے اس لئے آپ نے صحابہ کو ان دنوں میں توجہ بھی دلائی نصیحت بھی کی یا ان کے رشتہ داروں کو توجہ دلائی کہ یہ روایات جمع کریں کیونکہ یہی چیزیں آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے نصیحت اور حقیقی تعلیم اور بعض مسائل کا حل پیش کرنے والی ہوں گی۔ حضرت مصلح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ایک بات جس کی طرف میں نے اس سال جماعت کو خصوصیت سے توجہ دلائی ہے۔ وہ بات کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات اور آپ کے کلمات صحابہ سے جمع کرائے جائیں۔ فرماتے ہیں کہ ہر شخص جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک چھوٹی سے چھوٹی بات بھی یاد ہو اس کا اس بات کو چھپا کر رکھنا اور دوسرے کو نہ بتانا یہ ایک قومی خیانت ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض باتیں چھوٹی ہوتی ہیں مگر کئی چھوٹی باتیں نتائج کے لحاظ سے بہت اہم ہوتی ہیں۔ اب یہ کتنی چھوٹی سی بات ہے جو حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک دفعہ کدو پکا۔ تو آپ نے بہت شوق سے اس سالن میں سے کدو کے ٹکڑے نکال نکال کے کھانے شروع کئے یہاں تک کہ شوربے میں کدو کا کوئی ٹکڑہ نہ رہا اور آپ نے فرمایا کہ کدو بڑی اعلیٰ چیز ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بظاہر یہ ایک چھوٹی سی بات ہے۔ ممکن ہے کئی احمدی بھی سن کر یہ کہہ دیں کہ کدو کے ذکر کی کیا ضرورت تھی اور آجکل بعض پڑھے لکھے بھی زیادہ بنتے ہیں ان کو ان باتوں کی طرف توجہ نہیں ہوتی یا وہ سمجھتے ہیں کہ معمولی بات ہے مگر اس چھوٹی سی بات سے اسلام کو کتنا بڑا فائدہ پہنچا۔ ہم آج اپنے زمانے میں ان خرابیوں کا اندازہ نہیں کر سکتے جو مسلمانوں میں رائج ہوئیں مگر ایک زمانہ اسلام پر ایسا آیا ہے جب ہندوستان میں ہندو تمدن نے مسلمانوں پر اثر ڈالا ہے اور اس اثر کی وجہ سے وہ اس خیال میں مبتلا ہو گئے کہ نیک لوگ وہ ہوتے ہیں جو گندی چیزیں کھائیں جو اچھی چیز نہ کھائیں جو اعلیٰ قسم کی غذا نہ کھائیں نیکی کا معیار یہ ہے۔ کیونکہ یہی فقیروں اور جوگیوں کا شیوہ ہے۔ اور جب بھی وہ کسی کو عمدہ کھانا کھاتے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ بزرگ کس طرح کہلا سکتا ہے یعنی کہ تصور ہی نہیں کہ کوئی بزرگ کہلائے اور پھر اچھا کھانا بھی کھا سکے۔ آپ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول مسجد اقصیٰ میں درس دے کر واپس اپنے گھر تشریف لے جا رہے

تھے کہ آپ کو ایک ڈپٹی صاحب ملے جو ریٹائرڈ تھے اور ہندو تھے۔ انہوں نے کسی سے سن لیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پلاؤ کھاتے ہیں اور بادام روغن استعمال کرتے ہیں۔ یعنی مستقل نہیں جب بھی مل جائے میسر ہو کھاتے ہیں جب پکا ہوا اور بادام روغن استعمال کرتے ہیں۔ وہ اس وقت اپنے مکان کے باہر بیٹھا تھا ہندو۔ حضرت خلیفہ اول کو دیکھ کر کہنے لگا کہ مولوی صاحب ایک بات پوچھنی ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا حضرت خلیفہ اول نے کہ فرماؤ کیا ہے؟ وہ ہندو کہنے لگا جی بادام روغن اور پلاؤ کھانا جائز ہے؟ حضرت خلیفہ اول نے فرمایا کہ ہمارے مذہب میں یہ چیز کھانی جائز ہے ہمیں تو کوئی روک نہیں۔ وہ کہنے لگا کہ میرا مطلب یہ ہے کہ یہ فقراں نوں کھانی جائز اے۔ آپؓ نے فرمایا کہ ہمارے مذہب میں تو فقروں کے لئے ان سب کے لئے جائز ہے جو بھی بزرگ کہلانے والے ہیں۔ کہنے لگا اچھا جی اور یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں دیکھو اس شخص کو بڑا اعتراض یہی سوجھا کہ حضرت مرزا صاحب مسیح اور مہدی کس طرح ہو سکتے ہیں جب وہ پلاؤ کھاتے ہیں اور بادام روغن استعمال کرتے ہیں۔ اگر صحابہ کا بھی ویسا ہی علمی مذاق ہوتا جیسے آجکل احمدیوں کا ہے اور وہ کدو کا ذکر حدیثوں میں نہ کرتے تو کتنی اہم بات ہاتھ سے جاتی رہتی۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ جمعہ کے دن اچھا سا جبہ پہن کر مسجد میں آئے۔ اب اگر کوئی شخص ایسا پیدا ہو جو یہ کہے کہ اچھے کپڑے نہ پہننا فقیروں کی علامت ہے بزرگوں کی علامت ہے نیکوں کی علامت ہے تو ہم اسے اس حدیث کا حوالہ دے کر بتا سکتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نہایت تعہد سے صفائی کرتے اور اعلیٰ اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے تھے بلکہ آپ صفائی کا اتنا تعہد رکھتے اتنی پابندی فرماتے کہ بعض صوفیاء نے جیسے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی گزرے ہیں یہ طریق اختیار کیا ہوا تھا کہ وہ ہر روز نیا جوڑا کپڑوں کا پہنتے تھے خواہ وہ دھلا ہوا ہوتا اور خواہ بالکل نیا ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی طبیعت میں بہت سادگی تھی بہت ساری باتوں کا ان کو خیال نہیں رہتا تھا اور کام کی کثرت بھی رہتی تھی۔ اس لئے بعض دفعہ جمعہ کے دن آپ کپڑے بدلنا اور غسل کرنا بھول جاتے تھے اور انہی کپڑوں میں جو آپ نے پہنے ہوئے ہوتے تھے جمعہ پڑھنے چلے جاتے تھے۔ اب یہ سادگی تھی یہ کوئی اظہار نہیں تھا کہ ضرور فقیروں کا لباس ہونا چاہئے ایسا یا بزرگی کہلانے کے لئے ضروری ہے کہ لباس نہ بدلا جائے بلکہ کام کی زیادتی کی وجہ سے خیال نہیں رہتا تھا لیکن اب ہمارے زمانے میں صوفیت کے یہ معنی کر لئے گئے ہیں کہ انسان پراگندہ رہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اس بات کا اگر وزن بنایا جائے تو یوں بنے گا کہ جتنا گندہ اتنا ہی خدا کا بندہ۔ حالانکہ انسان جتنا پراگندہ ہوا اتنا ہی خدا تعالیٰ سے دور ہوتا ہے۔ اسی لئے ہماری شریعت نے بہت سے مواقع پر غسل واجب کیا ہے اور خوشبو لگانے کی ہدایت کی ہے اور بدبودار چیزیں کھا کر مجالس میں آنے کی ممانعت کی ہے۔ مسجد میں آنے کی ممانعت ہے۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی سے دنیا فائدہ اٹھاتی چلی آئی اور اٹھاتی چلی آئے گی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات سے بھی دنیا فائدہ اٹھائے گی اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو جمع کر دیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان نے مجھے بتایا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحابی ہوں مگر مجھے سوائے اس کے اور کوئی بات یاد نہیں کہ ایک دن جبکہ میں چھوٹا سا تھا میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ سے مصافحہ کیا اور تھوڑی دیر تک میں آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے برابر کھڑا رہا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہاتھ چھڑا کر کسی اور کام میں مشغول ہو گئے۔ اب بظاہر یہ ایک چھوٹی سی بات ہے مگر بعد میں انہی چھوٹے چھوٹے واقعات سے بڑے بڑے اہم نتائج اخذ کئے جائیں گے مثلاً یہی واقعہ لے لو۔ اس سے ایک بات یہ ثابت ہو گی کہ چھوٹے بچوں کو بھی بزرگوں کی مجالس میں لانا چاہئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں لوگ اپنے بچوں کو بھی آپ کی مجالس میں لاتے تھے۔ ممکن ہے کہ آئندہ کسی زمانے میں ایسے لوگ بھی پیدا ہو جائیں جو کہیں کہ بچوں کو بزرگوں کی مجالس میں لانے کا کیا فائدہ ہے ان مجالس میں بڑوں کو شامل ہونا چاہئے صرف۔ کیونکہ جب فلسفہ آتا ہے تو ایسی بہت سی باتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور یہ کہنا شروع کر دیا جاتا ہے کہ بچوں نے کیا کرنا ہے۔ پس جب بھی ایسا خیال پیدا ہو گا یہ روایت ان کے خیال کو باطل کر دے گی اور پھر اس کی مزید تائید اس طرح ہو جائے گی کہ حدیثوں میں لکھا ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں بھی صحابہ اپنے بچوں کو لاتے تھے۔ اسی طرح اس روایت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی کام ہو تو اپنا ہاتھ چھڑا کر کام میں مشغول ہو جانا چاہئے۔ آج ہم ان باتوں کی اہمیت نہیں سمجھتے مگر جب احمدی فقہ احمدی تصوف اور احمدی فلسفہ بنے گا تو اس وقت یہ معمولی نظر آنے والی باتیں اہم حوالے قرار پائیں گی اور آج بھی ان کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ اور بڑے بڑے فلسفی جب ان واقعات کو پڑھیں گے تو کود پڑیں گے یعنی حیرانی اور خوشی سے اچھل پڑیں گے اور کہیں گے کہ خدا اس روایت کو بیان کرنے والے کو جزائے خیر دے کہ اس نے ہماری ایک پیچیدہ گتھی سلجھا دی جب ایسے مسائل سامنے آئیں گے ایسے واقعات سامنے آئیں گے جن سے مسائل حل ہوتے ہوں تو فلسفی بجائے ادھر ادھر دیکھنے کے جن کو دین سے تعلق ہے وہ اس کو دعا دیں گے اس روایت بیان کرنے والے کو۔ پھر آپ فرماتے ہیں۔ یہ ایسا ہی واقعہ ہے جیسے ہم حدیثوں میں پڑھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ سجدے میں گئے تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت چھوٹے بچے تھے آپ کی گردن پر لاتیں لٹکا کر بیٹھ گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے اس وقت تک سر نہ اٹھایا جب تک کہ وہ خود بخود الگ نہ ہو گئے۔ اب اگر کوئی اس قسم کی حرکت کرے تو ممکن ہے بعض لوگ اسے بے دین قرار دے دیں اور کہیں کہ اسے خدا کی عبادت کا خیال نہیں اپنے بچے کے احساسات کا خیال ہے مگر ایسا شخص جب بھی یہ واقعہ پڑھے گا اسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس کا خیال غلط ہے اور وہ چپ کر جائے گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال سامنے ہے۔ فرماتے ہیں کہ تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جس بات کا علم ہے وہ چھوٹی سی ہے بلکہ خواہ کسی قدر چھوٹی بات ہو بتا دینی چاہئے۔ خواہ اتنی ہی بات ہو کہ میں نے دیکھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام چلتے چلتے گھاس پر بیٹھ گئے کیونکہ ان باتوں سے بھی بعد میں اہم نتائج اخذ کئے جائیں گے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک دفعہ بعض دوستوں سمیت باغ میں گئے اور آپ نے فرمایا آؤ بے دانہ کھائیں (جو شہتوت کی ایک قسم ہے) چنانچہ بعض دوستوں نے چادر بچھائی اور آپ نے درخت جھڑوائے اور پھر سب ایک جگہ بیٹھ گئے اور انہوں نے بے دانہ کھایا۔ جب بڑے بڑے متکبر حاکم آئیں گے اور وہ دوسروں کے ساتھ اکٹھے بیٹھ کر کچھ کھانے میں ہتک محسوس کریں گے تو ان کے سامنے ہم یہ پیش کر سکیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو بے تکلفی کے ساتھ اپنے دوستوں سے مل کر کھایا پیا کرتے تھے تم کون ہو جو اس میں اپنی ہتک محسوس کرتے ہو۔ تو بعض باتیں گو چھوٹی ہوتی ہیں مگر ان سے آئندہ زمانوں میں بڑے اہم مذہبی سیاسی اور تمدنی مسائل حل ہوتے ہیں۔

آپ یعنی حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شکل دیکھنے یا آپ کی صحبت میں بیٹھنے کا موقع ملا ہو انہیں چاہئے کہ وہ ہر بات خوب خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی لکھ کر محفوظ کر دیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص ایسا ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لباس کی طرز یاد ہے تو وہ بھی لکھ کر بھیج دے۔ آپ نے اس زمانے میں فرمایا اور اس کے بعد پھر صحابہ نے اپنی روایات جمع بھی کرنی شروع کیں لکھوانی شروع کیں اور بہت سارے واقعات رجسٹر بن چکے ہیں صحابہ کی روایات کے ان کو ایک دفعہ میں بیان بھی کر چکا ہوں۔ تو بہرحال یہ روایات جمع ہو رہی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کے سامنے پیش بھی ہو جائیں گی کسی وقت میں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ان روایات سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ اگر آئندہ کسی زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو کہیں مثلاً ایک اور چھوٹی سی بات ہے کہ ننگے سر رہنا چاہئے تو ان کے خیالات کا ازالہ ہو سکے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں موجود ہیں اب ایک چھوٹی سی بات ننگے سر رہنا بھی ہے۔ عام لوگ پڑھتے ہیں نمازیں وغیرہ ننگے سر بعض دفعہ پڑھ لیتے ہیں تو ان روایات سے اس طرف بھی توجہ ہو جاتی ہے کیونکہ بہت سارے واقعات ایسے بھی ہیں جس میں مسجد کے آداب نماز کے آداب بڑی مجالس میں بیٹھنے کے آداب کا ذکر ہوتا ہے۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں موجود ہیں اور آپ ہی شارع نبی ہیں یعنی شریعت جاری کرنے والے آپ ہی ہیں مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ قریب کے مامور کی باتیں شارع نبی کی باتوں کی مصدق سمجھی جاتی ہیں ان کی تصدیق کرنے والی ہوتی ہیں۔ آجکل یہ کہا جاتا ہے کہ جن فقہ کی باتوں پر امام ابوحنیفہ نے عمل کیا ہے وہ زیادہ صحیح ہیں۔ اسی طرح آئندہ زمانے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جن حدیثوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عمل سے سچا قرار دیا ہے انہی کو لوگ سچی حدیثیں سمجھیں گے اور جن حدیثوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وضعی قرار دیا ہے یعنی خود بنائی گئی ہیں یا صحت نہیں ہے ان کی ان حدیثوں کو لوگ جھوٹا سمجھیں گے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ باتیں بھی ایسی ہی اہم ہیں جیسی حدیثیں کیونکہ یہ باتیں حدیثوں کا صدق یا کذب معلوم کرنے کا ایک معیار ہوں گی۔

اسی ضمن میں آپ فرماتے ہیں کہ امام بخاری کی آج دنیا میں کتنی بڑی عزت ہے مگر عزت اس لئے ہے کہ انہوں نے دوسروں سے روایات جمع کی ہیں۔ اس لئے جو صحابہ کی اولاد ہے اگر ان کے پاس روایات ہوں تو ان کو بھی آگے دینا چاہئے اگر ان کی صحت باقی روایات سے ثابت ہوگئی تو ان کو اس میں شامل بھی کیا جا سکتا ہے ہو سکتا ہے کہ بعض روایات مکمل رجسٹر میں نہ آئی ہوں اور صحابہ کے خاندانوں میں یہ روایات چل رہی ہوں تو وہ لکھ کے بھجوا سکتے ہیں.

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تو ہر بات ہی علمی پہلو لئے ہوئے ہے جو ہمارے لئے ضروری ہے اور عملی تربیت کے لئے بھی ضروری ہے کیونکہ اس میں تربیت کے بہت سارے پہلو نکل آتے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات کی وضاحت ہو جاتی ہے احادیث کی وضاحت ہو جاتی ہے اور اس سے ہمیں پھر فائدہ پہنچتا ہے۔ جو بھی احمدی اسے سنے گا کسی کے ذریعہ سنے گا وہ فائدہ اٹھائے گا اور پھر یقیناً ان کو جمع کرنے والوں کے لئے دعائیں بھی کرے گا۔ پس یہ ایک بڑی اہم چیز ہے جو بعض دفعہ انسان اس پر پوری توجہ نہیں دیتا۔ ایک واقعہ اور میں اس وقت بیان کرتا ہوں جو آج بھی بعض سوال اٹھانے والوں کا جواب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتدا سے ہی اسلام کی ترقی کی ایک تڑپ تھی اور چاہتے تھے کہ مسلمان اپنی عملی حالت درست کریں اور عملی حالت درست کرنے کے لئے سب سے ضروری چیز جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ دینا ہے نمازیں پڑھنا ہے۔ اس لئے آپ نے قادیان کے رہنے والے جو

مسلمان تھے ان کے لئے ایک انتظام فرمایا کہ وہ مسجد میں آ کر نماز پڑھا کریں۔خود آدمی بھیج بھیج کر ان کو مسجد میں بلوانا شروع کیا۔زیادہ تر زمیندار پیشہ تھے غریب لوگ تھے انہوں نے یہ عذر کرنا شروع کر دیا کہ نمازیں پڑھنا امراء کا کام ہے امیروں کا کام ہے ہمارا نہیں ہم غریب لوگ کمائیں یا نمازیں پڑھیں۔مزدوری کریں یا نمازیں پڑھتے رہیں گے پانچ وقت کی۔تو آپ نے پھر یہ انتظام۔کہتے ہیں کہ اگر نہ کریں گے تو بھوکے رہیں گے۔اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ انتظام کیا کہ ٹھیک ہے تم نماز پڑھنے آیا کرو ایک وقت کا کھانا تمہیں مل جایا کرے گا۔چنانچہ چند دن اس اعلان کے بعد کھانے کی خاطر پچیس تیس آدمی مسجد میں نماز کے لئے آجایا کرتے تھے مگر آخر میں سست ہو گئے اور صرف مغرب کے وقت جس وقت کھانا تقسیم ہوتا تھا اس وقت آ جاتے تھے۔آخر پھر یہ سلسلہ بند کرنا پڑا۔اب آپ فرماتے ہیں کہ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ شوق تھا کس لئے؟ کہ تا کہ اسلام کی حقیقی تصویر نظر آئے۔پس اس بات کو ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تڑپ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تھی اپنے دعوے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی بار بار اس طرف توجہ دلائی کہ نمازوں کی طرف آؤ با جماعت نمازیں پڑھو۔مسجدیں آباد کرو۔مسجدیں تو اب ہماری اللہ کے فضل سے دنیا میں ہر جگہ بن رہی ہیں لیکن ان کی آبادی کی طرف جس طرح توجہ ہونی چاہئے وہ نہیں ہے بعض جگہ سے شکایات آتی ہیں۔اسی طرح بلکہ ربوہ میں قادیان میں پاکستان کی مختلف مساجد میں وہاں کے رہنے والے احمدی ہیں ان کو چاہئے کہ اپنی مساجد کو آباد کریں اسی طرح دنیا کے دوسرے ممالک میں اپنی مساجد کو آباد کرنے کی کوشش کریں۔دوسرے اس بات کا بھی جواب یہاں مل جاتا ہے اس اعتراض کا بھی بعض لوگ کہہ دیتے ہیں لکھتے ہیں مجھے بھی کہ مساجد میں لانے کے لئے نوجوانوں کو لانے کے لئے وہاں انہوں نے کھیلوں کا انتظام کر دیا ہے کہ لڑکے شام کو آئیں اور کھیلیں اور گویا کہ کھیل کا لالچ دے کر نماز پڑھائی جاتی ہے تو یہ تو کوئی ایسی بات نہیں اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ بعض فنکشنز پر کھانے کے انتظامات ہوتے ہیں تو لوگ فنکشنز پہ آتے ہیں یا نمازیں پڑھنے کے لئے آتے ہیں تو اس لئے کھانا کھاتے ہیں۔یہ تو ایک بدظنی ہے جو بعض لوگ کرتے ہیں لیکن بہر حال مساجد کے ساتھ جہاں ہال بنائے گئے یا بعض مربیان مبلغین جو خود نوجوان ہیں اور کھیلنے والے ہیں انہوں نے گراؤنڈز میں کھیلنا شروع کیا نوجوانوں کو اکٹھا کرنا شروع کیا۔اس سے ایک فائدہ تو بہر حال ہو رہا ہے کہ مساجد اس وقت سے کم از کم ایک دو نمازوں کے لئے اس نوجوانوں کی توجہ بھی پیدا ہوتی ہے اور مساجد آباد ہوتی ہیں اس لئے یہ کہنا کہ یہ کوئی جرم ہے کہ مساجد کے ساتھ کھیلوں کے ہال کیوں بنا لئے گئے یا مساجد میں لانے کے لئے بعض فنکشنوں پہ لانے کے لئے کھانے کے انتظام کیوں کئے گئے یہ غلط اعتراض ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عمل سے ثابت ہے کہ اس طرح ہو سکتا ہے اور ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے دو مرحومین کی وفات کی اطلاع دیتے ہوئے نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔پہلا جنازہ مکرم الحاج یعقوب صاحب آف غانا کا ہے جنکی 30 اگست 2015 کو وفات ہوئی۔ان کی عمر 100 سال سے زائد تھی۔حضور انور نے ان کی طویل خدمات، اوصاف حمیدہ، اولاد کا تذکرہ فرمایا۔ان کے دو بیٹے بھی واقف زندگی ہیں۔ایک مرکزی مبلغ ہیں دوسرے لوکل مشنری ہے۔دوسرا جنازہ مکرم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب کا ہے جنکی 97 سال کی عمر میں مورخہ 3 اگست 2015 کو ربوہ میں وفات ہوگئی تھی۔1944 میں زندگی وقف کی۔1978 میں ریٹائرمنٹ ہوئی۔حضور انور نے ان کی طویل خدمات کے ذکر میں فلسطین اور ماریشس کے قیام کے دوران جن کارہائے نمایاں کی توفیق ملی اس کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا۔آپ 1993 تک ری امپلائی ہوتے رہے۔تا وفات مختلف رنگ میں خدمت کی سعادت پائی۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆☆

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 18th September 2015

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....

....

سیدنا حضور انور کی منظوری سے مجلس انصار اللہ بھارت مورخہ 13 تا 15 اکتوبر 2015ء کو اپنا سالانہ ڈائمنڈ جوبلی اجتماع منعقد کریں گی۔

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar, Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB